قوت الاخیار

اردو شرح

نور الانوار

تالیف

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی استاذ حدیث و تفسیر دارالعلوم دیوبند

جلد اوّل جلد دوم

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ کراچی

قوت الاخیار

شرح اردو

نور الانوار

تالیف

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی استاذ حدیث و تفسیر دار العلوم دیوبند

جلد۔ اوّل

قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی

حق اشاعت

حسبِ اجازت حکومتِ سندھ پاکستان

NO: DPR/2(RP)/92/13

KARACHI, DATED 12-2-1992

نام کتاب ——— "قوت الاخیار" شرح اردو نورالانوار

مصنف ——— حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی

تعداد ——— ایک ہزار

پریس ——— احمد پرنٹنگ کارپوریشن، کراچی —— سنِ اشاعت ——— ۱۹۹۲ء

Maktaba Al-Blagh
DEOBAND-247554 (U.P.)

مکتبہ البلاغ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

Ref.................... Dated....................

۲۸۶

راقم الحروف جمیل احمد سکروڈوی (استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم وقف دیوبند)
نے اپنی تین تالیفات قوت الاخیار شرح اردو نورالانوار، [illegible] حسامی اردو شرح منتخب الحسامی
اردو میں اپنے مکتبہ البلاغ دیوبند سے شائع کی ہیں اب میں نے پاکستان
میں مذکورہ بالا دونوں کتابوں کے جملہ حقوق طباعت واشاعت
جناب سراج احمد مالک قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی کو دے دیئے ہیں اور اس
سلسلہ میں رضا حق تصنیف (ان سے) وصول کرلیا ہے نیز پاکستان میں کسی
ادارہ سے ان دونوں کتابوں کی طباعت واشاعت کے سلسلہ میں
کوئی معاہدہ نہیں کیا ہے لہذا میری طرف سے ان کتابوں کے تمام حقوق اشاعت
پاکستان میں ہمیشہ ہمیش کے لئے قدیمی کتب خانہ کراچی کو حاصل رہیں گے
یہ معاہدہ میرے استاذ محترم حضرت مولانا خورشید عالم صاحب مدظلہ نائب مہتمم وقف
دارالعلوم دیوبند کے توسط سے طے پایا ہے

جمیل احمد
28-1-92

خورشید
28/1/92

حاصل یہ کہ مطلقاً عام، ہمارے نزدیک قطعی اور مفید یقین ہے اور جب ہمارے نزدیک عام قطعی ہے تو عام، خاص کے مساوی اور برابر ہوگا۔ کیونکہ خاص بھی قطعی ہے اور عام بھی قطعی ہے۔

حتّٰی یجوز نسخ الخاص بہ ای بالعام لانہ یشترط فی الناسخ ان یکون مساویا للمنسوخ اوخیرا منہ کحدیث العرنیین نسخ بقولہ علیہ السلام استنزھوا عن البول وھم یعنون نبیلۃ ینسبون الی عرینۃ تصغیر عرنۃ التی ھی واد بعرفات وحدیثھم ما روی انس بن مالک ان قوما من عرینۃ اتوا المدینۃ فلم توافقھم فاصفرت الوانھم وانتفخت بطونھم فامرھم رسول اللہ علیہ السلام ان یخرجوا الی ابل الصدقۃ ویشربوا من البانھا وابوالھا فصحوا ثم ارتدوا وقتلوا الرعاۃ واستاقوا الابل فبعث رسول اللہ فی اثرھم قوما فاخذوا فامر بقطع ایدیھم وارجلھم وسمل اعینھم وترکھم فی شدۃ الحر حتی ماتوا فھذا الحدیث خاص ببول الابل یدل علی طھارتہ وحلہ وبہ تمسک محمد فی ان بول ما یؤکل لحمہ طاھر ویحل شربہ للتداوی وغیرہ وعندھما ھو منسوخ بقولہ علیہ السلام استنزھوا من البول وھو عام لما کول اللحم وغیرہ فقد نسخ الخاص بھذا العام فبول ما یؤکل لحمہ وغیرہ کلہ نجس حرام لا یحل شربہ واستعمالہ للتداوی وغیرہ عند ابی حنیفۃ ویحل عند ابی یوسف فی التداوی للضرورۃ علی ما عرف وقصۃ ھذا الحدیث الناسخ ما روی انہ علیہ السلام لما فرغ من دفن صحابی صالح ابتلی بعذاب القبر جاء الی امراتہ فسألھا عن اعمالہ فقالت کان یرعی الغنم ولا یتنزہ من بولہ فح قال علیہ السلام استنزھوا من البول فان عامۃ عذاب القبر منہ فھو بحسب شان النزول ایضا خاص ببول ما یؤکل لحمہ کما کان المنسوخ خاصا بہ لکن العبرۃ لعموم اللفظ والذی یدل علی کون حدیث العرنیین منسوخا بھذا الحدیث ان المثلۃ التی تضمنھا حدیث العرنیین منسوخۃ بالاتفاق لانھا کانت فی ابتداء الاسلام ؛

(ترجمہ):۔ یہاں تک کہ عام کے ذریعہ خاص کو منسوخ کرنا جائز ہے اسلئے کہ ناسخ میں یہ شرط ہے کہ

ناسخ منسوخ کے برابر ہو یا منسوخ سے بہتر ہو۔ جیسے حدیث عرنیین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "استنزھوا عن البول" سے منسوخ کردی گئی ہے۔ اور عرنیون ایک قبیلہ ہے جو عرینہ کیطرف منسوب ہے، عرینہ، عرنۃ الشئی کی تصغیر ہے۔ یہ عرفات میں ایک وادی کا نام ہے ان کی حدیث وہ ہی ہے جسکو انس بن مالکؓ نے روایت کیا ہے کہ عرینہ کا ایک گروہ مدینہ منورہ آیا ان کو مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی انکے رنگ زرد ہو گئے اور انکے پیٹ پھول گئے پس رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کیطرف نکل جائیں ان کا دودھ اور انکا پیشاب پئیں چنانچہ وہ تندرست ہو گئے پھر مرتد ہو گئے، اور رسول اللہ کے چرواہوں کو قتل کردیا اور اونٹ ہانک کر لیگئے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے پیچھے کچھ لوگوں کو بھیجا، انہوں نے ان کو پکڑ لیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹنے ان کی آنکھیں پھوڑنے اور ان کو سخت گرمی میں چھوڑ دینے کا حکم دیا، حتیٰ کہ وہ لوگ مر گئے۔ یہ حدیث اونٹ کے پیشاب کے ساتھ خاص ہے اسکی طہارت اور حلت پر دلالت کرتی ہے، اسی سے امام محمدؒ نے اس بارے میں استدلال کیا ہے کہ ماکول اللحم جانور کا پیشاب پاک ہے اور اس کا پینا علاج وغیرہ کے لئے حلال ہے۔ اور شیخین کے نزدیک یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "استنزھوا من البول" سے منسوخ ہے اور یہ ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم دونوں کو عام ہے۔ پس خاص اس عام سے منسوخ ہوگیا ہے۔ پس ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم تمام جانوروں کا پیشاب ناپاک حرام ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کا پینا اور علاج وغیرہ کیلئے اس کا استعمال کرنا حلال نہیں ہے اور ابو یوسفؒ کے نزدیک ضرورۃً علاج وغیرہ کیلئے حلال ہے۔ جیساکہ فقہ کی کتابوں میں معلوم ہوا۔ اور اس حدیثِ ناسخ کا قصہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک نیک صحابی کے دفن سے فارغ ہوئے جو عذابِ قبر میں مبتلا ہوگیا تو آپؐ اس کی بیوی کے پاس تشریف لائے اور ان کے اعمال کے بارے میں اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ بکریاں چراتے تھے اور اس کے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتے تھے۔ پس اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیشاب سے پرہیز کیا کرو اسلئے کہ عام طور پر عذابِ قبر اسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس یہ حدیث ناسخ بھی اپنے شانِ نزول کے اعتبار سے بول ما یوکل لحمہٗ کے ساتھ اسیطرح خاص ہے جیساکہ حدیث منسوخ بول ما یوکل لحمہ کے ساتھ خاص تھی۔ لیکن اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے اور وہ چیز جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ حدیثِ عرنیین اس حدیثِ استنزھوا سے منسوخ ہے، یہ ہیکہ وہ مسئلہ جسکو حدیثِ عرنیین متضمن ہے بالاتفاق منسوخ ہے اسلئے کہ مثلہ کرنا ابتدائے اسلام میں درست تھا۔

(تشریح):۔ فاضل مصنفؒ نے فرمایا کہ ہم احناف کے نزدیک عام اور خاص قطعی، اور

مفید یقین ہونے میں برابر ہیں اسکی دلیل یہ ہے کہ خاص کو عام کے ذریعہ منسوخ کرنا جائز ہے حالانکہ ناسخ کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ منسوخ کے برابر درجہ کا ہو یا اُس سے اقوی ہو پس عام کا خاص کیلئے ناسخ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ عام کم از کم خاص کے برابر ہے اور خاص بالاتفاق قطعی ہے۔ لہٰذا عام بھی قطعی ہوگا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ حدیثِ عرینہ جو خاص ہے وہ حدیثِ عام، یعنی اِسْتَنْزِہُوْا عَنِ الْبَوْلِ سے منسوخ ہے ——— اسکی تفصیل یہ ہے کہ عرنہ، عرفات میں ایک وادی کا نام ہے، اسکی تصغیر عُرینہ ہے، عُرینہ ایک قبیلہ ہے جسکی طرف عرنیون منسوب ہیں۔ بقول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ انکا واقعہ یہ ہے کہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے، لیکن ان کو وہاں کی آب و ہوا موافق نہ آئی چنانچہ انکے رنگ زرد ہوگئے اور ان کے پیٹ پھول گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا علم ہوا تو اُن کو حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں کیطرف نکل جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں ایسا کرنے سے یہ لوگ تندرست ہوگئے اور اسکے صلہ میں یہ کیا کہ مرتد ہوگئے، اور چرواہوں کو قتل کر ڈالا، اور صدقہ کے اونٹوں کو لیکر روانہ ہوگئے۔ اللہ کے رسول کو جب ان کی اس حرکت کا علم ہوا تو ان کے پیچھے بعض صحابہؓ کو دوڑایا انہوں نے اُن مجرموں کو گرفتار کر کے دربار رسالتؐ میں پیش کیا تو صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے ہاتھوں اور پیروں کو کاٹنے، ان کی آنکھو کو پھوڑنے اور انکو سخت گرمی میں چھوڑنے کا حکم دیا یہاں تک کہ یہ لوگ مر گئے ——— عرینہ کے یہ لوگ چونکہ قطاع الطریق اور ڈاکو تھے اسلئے ان کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹواکر ان کو قتل کر دیا گیا۔ کیونکہ ڈاکو کی یہی سزا ہے۔ اور ایک حدیث کے مطابق چونکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں کو مُثلہ بھی کیا تھا۔ اور انکی آنکھیں پھوڑی تھیں اسلئے۔ جَزَاءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُہَا، کے تحت اللہ کے رسولؐ نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا ——— بہر حال یہ حدیث اونٹ کے پیشاب کے ساتھ خاص ہے اور اونٹ کے پیشاب کے حلال اور پاک ہونے پر دلالت کرتی ہے، اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام محمدؒ نے فرمایا کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پاک ہے، اور علاج وغیرہ کیلئے اسکا پینا حلال ہے اور شیخین نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ناسخ یہ حدیث ہے۔ اِسْتَنْزِہُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّۃَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْہُ۔ اس حدیث کا پس منظر یہ ہیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نیک صحابی کو دفن کیا تو اسکو عذابِ قبر میں مبتلا کر دیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیوی کے پاس تشریف لائے اور مرحوم کے شب و روز کے معمولات کے بارے میں دریافت کیا انکی بیوی نے کہا کہ بکریاں چراتے تھے لیکن ان کے پیشاب سے احتیاط نہ کرتے تھے یہ سُن کر،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں! پیشاب سے احتیاط کیا کرو، کیوں کہ عام طور پر عذاب قبر پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کیوجہ سے ہوتا ہے یہ حدیث اپنے شانِ نزول اور پس منظر کے لحاظ سے اگرچہ ماکول اللحم جانور یعنی بکری کے پیشاب کے ساتھ خاص ہے۔ جیسا کہ حدیثِ منسوخ ماکول اللحم جانور یعنی اونٹ کے پیشاب کے ساتھ خاص ہے لیکن لفظوں کے اعتبار سے عام ہے اور اعتبار عمومِ لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوصِ سبب کا۔ پس حدیث اِستنزِہُوا مِنَ البَوْلِ اگرچہ سبب نزول کے اعتبار سے خاص ہے۔ لیکن لفظ کے اعتبار سے عام ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقِ بول سے بچنے کا امر فرمایا ہے خواہ ماکول اللحم کا بول ہو خواہ غیر ماکول اللحم کا بول ہو ——— بہرحال یہ حدیث عام ہے اور ناسخ ہے، اور حدیثِ عرینہ خاص ہے اور منسوخ ہے۔ پس عام کے ذریعہ خاص کا منسوخ ہونا ثابت ہوگیا۔ اسی حدیثِ ناسخ کیوجہ سے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مطلقاً پیشاب خواہ ماکول اللحم کا ہو یا غیر ماکول اللحم کا ہو ناپاک ہے۔ اس کا پینا اور علاج وغیرہ کیلئے استعمال کرنا ناجائز ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول کی تائید رسول اللہؐ کے قول " لاشفاء فیما حرم علیکم " سے بھی ہوتی ہے۔ یعنی جو چیز تم پر حرام ہے اسمیں تمہارے لئے کوئی شفاء نہیں ہے۔ پس جب پیشاب حرام اور نجس ہے تو اسمیں کوئی شفاء نہ ہوگی، اور جب پیشاب میں شفاء نہیں ہے تو علاج کے خاطر اسکا استعمال کرنا بھی بے سود اور ناجائز ہے۔ مگر امام ابو یوسفؒ علاج وغیرہ کی ضرورت میں پیشاب پینے کی اجازت دیتے ہیں، اور حدیث " لاشفاء فیما حرم علیکم " کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حرام چیز میں شفاء نہیں ہے بالکل صحیح ہے لیکن جب ضرورت میں پیشاب پینے کی اجازت دیدی گئی تو وہ حرام کہاں رہا۔

صاحب نور الانوار " والذی یدل علی کون حدیث العرنیین " سے ایک اعتراض کا جواب دینے کی زحمت فرمارہے ہیں۔ اعتراض یہ ہے کہ آپ کا حدیثِ عرنیین کو منسوخ اور حدیث اِستنزِہُوا مِن البول " کو ناسخ قرار دینا اسوقت درست ہوگا جبکہ حدیث عرنیین کا تقدم اور حدیث اِستنزِہُوا من البول کا تأخر ثابت ہوجاتا ہو۔ حالانکہ دونوں حدیثوں کی تاریخ معلوم نہ ہونے کیوجہ سے یہ ثابت نہیں ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث عرنیین کا منسوخ ہونا ایک دوسری دلیل سے ثابت ہے دلیل یہ ہیکہ حدیث عرنیین، مثلہ کرنے کو متضمن ہے یعنی حدیث عرنیین میں یہ بات مذکور ہے، کہ اللہ کے رسولؐ نے عرینہ کے ان لوگوں کو مثلہ کرایا تھا، لیکن مثلہ کرنے کا حکم بالاتفاق منسوخ ہوچکا یعنی ابتدائے اسلام میں مثلہ کرنا مشروع تھا مگر بعد میں منسوخ ہوگیا۔ پس جب حدیث عرنیین کا ایک جز منسوخ ہے تو دوسرا جز یعنی بول ماکول لحمہٗ کی طہارت اور حلت بھی یقیناً منسوخ ہوگی ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آدھی حدیث منسوخ ہو اور آدھی منسوخ نہ ہو ——— بہرحال!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں ! پیشاب سے احتیاط کیا کرو، کیوں کہ عام طور پر عذابِ قبر پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کیوجہ سے ہوتا ہے یہ حدیث اپنے شانِ نزول اور پسِ منظر کے لحاظ سے اگرچہ ماکول اللحم جانور یعنی بکری کے پیشاب کے ساتھ خاص ہے۔ جیسا کہ حدیثِ منسوخ ماکول اللحم جانور یعنی اونٹ کے پیشاب کے ساتھ خاص ہے لیکن لفظوں کے اعتبار سے عام ہے اور اعتبار عمومِ لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوصِ سبب کا۔ پس حدیث اِستَنزِهُوا مِنَ البَوْلِ اگرچہ سبب نزول کے اعتبار سے خاص ہے۔ لیکن لفظ کے اعتبار سے عام ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقِ بول سے بچنے کا امر فرمایا ہے خواہ ماکول اللحم کا بول ہو خواہ غیر ماکول اللحم کا بول ہو ــــــــ بہرحال یہ حدیث عام ہے اور ناسخ ہے، اور حدیثِ عرینہ خاص ہے اور منسوخ ہے۔ پس عام کے ذریعہ خاص کا منسوخ ہونا ثابت ہوگیا۔ اسی حدیثِ ناسخ کیوجہ سے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مطلقاً پیشاب خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم کا ہو ناپاک ہے۔ اس کا پینا اور علاج وغیرہ کیلئے استعمال کرنا ناجائز ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول کی تائید رسول اللہؐ کے قول " لاشفاء فیما حرم علیکم " سے بھی ہوتی ہے۔ یعنی جو چیز تم پر حرام ہے اسمیں تمہارے لئے کوئی شفاء نہیں ہے۔ پس جب پیشاب حرام اور نجس ہے تو اسمیں کوئی شفاء نہ ہوگی، اور جب پیشاب میں شفاء نہیں ہے تو علاج کے خاطر اسکا استعمال کرنا بھی بے سود اور ناجائز ہے۔ مگر امام ابو یوسفؒ علاج وغیرہ کی ضرورت میں پیشاب پینے کی اجازت دیتے ہیں، اور حدیث " لاشفاء فیما حرم علیکم " کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حرام چیز میں شفاء نہیں ہے بالکل صحیح ہے لیکن جب ضرورت میں پیشاب پینے کی اجازت دیدی گئی تو وہ حرام کہاں رہا۔

صاحب نور الانوار " والذی یدل علی کون حدیث العرنیین " سے ایک اعتراض کا جواب دینے کی زحمت فرما رہے ہیں۔ اعتراض یہ ہے کہ آپ کا حدیثِ عرنیین کو منسوخ اور حدیث اِستَنزِهُوا مِنَ البَول " کو ناسخ قرار دینا اسوقت درست ہوگا جبکہ حدیث عرنیین کا تقدم اور حدیث اِستَنزِهُوا مِنَ البَول کا تاخر ثابت ہوجاتا ہو۔ حالانکہ دونوں حدیثوں کی تاریخ معلوم نہ ہونے کیوجہ سے یہ ثابت نہیں ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث عرنیین کا منسوخ ہونا ایک دوسری دلیل سے ثابت ہے دلیل یہ ہیکہ حدیث عرنیین، مثلہ کرنے کو متضمن ہے یعنی حدیث عرنیین میں یہ بات مذکور ہے، کہ اللہ کے رسولؐ نے عرینہ کے ان لوگوں کو مثلہ کرایا تھا، لیکن مثلہ کرنے کا حکم بالاتفاق منسوخ ہوچکا یعنی ابتدائے اسلام میں مثلہ کرنا مشروع تھا مگر بعد میں منسوخ ہوگیا۔ پس جب حدیث عرنیین کا ایک جز منسوخ ہے تو دوسرا جز یعنی بول ماکول لحمہ کی طہارت اور حلت بھی یقیناً منسوخ ہوگی ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آدھی حدیث منسوخ ہو اور آدھی منسوخ نہ ہو ــــــــ بہرحال!

جب حدیثِ عرنیین کا منسوخ ہونا ثابت ہوگیا تو حدیث اِستنزِھوا من البول بلاشبہ ناسخ ہوگی۔ بعض حضرات نے اس جواب کو پسند نہیں کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ حدیث عرنیین دو احکام پر مشتمل ہے ایک مُثلہ کرنا، دوم اونٹ کے پیشاب کا پاک اور حلال ہونا۔ اور ایک حکم کے منسوخ ہونے سے دوسرے حکم کا منسوخ ہونا لازم نہیں آتا۔ لہٰذا مُثلہ کرنے کے منسوخ ہونے سے بَولِ ابل کا پاک اور حلال ہونا منسوخ نہ ہوگا۔

بہتر جواب یہ ہےکہ حدیث استنزھوا من البول، مُحرّم ہے اور حدیث عرنیین مُبیح ہے۔ اور مُحرِّم مؤخر ہوتا ہے اور مبیح مقدم ہوتا ہے۔ لہٰذا حدیث عرنیین مقدم ہوگی اور حدیث اِستنزھوا من البَولِ مؤخر ہوگی۔ اور مؤخر ناسخ اور مقدم منسوخ ہوتا ہے۔ لہٰذا حدیث اِستنزِھوا من البول، ناسخ اور حدیث عرنیین منسوخ ہوگی۔

وَإِذَا أَوْصَىٰ بِخَاتَمٍ لِإِنْسَانٍ ثُمَّ بِالْفَصِّ مِنْهُ لِآخَرَ أَنَّ الْحَلْقَةَ لِلْأَوَّلِ وَالْفَصَّ بَيْنَهُمَا تَأْيِيدٌ لِمُقَدِّمَةٍ مَفْهُومَةٍ مِمَّا قَبْلُ وَهِيَ أَنَّ الْعَامَّ مُسَاوٍ لِلْخَاصِّ بِمَسْأَلَةٍ فِقْهِيَّةٍ وَهُوَ أَنَّهُ إِذَا أَوْصَىٰ أَحَدٌ بِخَاتَمِهِ لِإِنْسَانٍ ثُمَّ أَوْصَىٰ بِكَلَامٍ مَفْصُولٍ بَعْدَهُ بِفَصِّ ذٰلِكَ الْخَاتَمِ بِعَيْنِهِ لِإِنْسَانٍ آخَرَ فَتَكُونُ الْحَلْقَةُ لِلْمُوْصَىٰ لَهُ الْأَوَّلِ خَاصَّةً وَالْفَصُّ مُشْتَرَكًا بَيْنَ الْأَوَّلِ وَالثَّانِي عَلَى السَّوَاءِ وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْخَاتَمَ عَلَمٌ أَيْ كَالْعَامِّ لِأَنَّ الْعَامَّ الْمُصْطَلَحَ هُوَ مَا يَشْمَلُ أَفْرَادًا وَالْخَاتَمُ لَا يَصْدُقُ إِلَّا عَلَىٰ فَرْدٍ وَاحِدٍ وَلٰكِنَّهُ كَالْعَامِّ يَشْمَلُ الْحَلْقَةَ وَالْفَصَّ كِلَيْهِمَا وَالْفَصُّ خَاصٌّ بِمَدْلُولِهِ فَقَطْ فَإِذَا ذُكِرَ الْخَاصُّ بَعْدَ الْعَامِّ بِكَلَامٍ مَفْصُولٍ وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَهُمَا فِي حَقِّ الْفَصِّ فَيَكُونُ الْفَصُّ لِلْمُوْصَىٰ لَهُمَا جَمِيعًا تَسْوِيَةً لِلْعَامِّ مَعَ الْخَاصِّ بِخِلَافِ مَا إِذَا أَوْصَىٰ بِالْفَصِّ بِكَلَامٍ مَوْصُولٍ فَإِنَّهُ يَكُونُ بَيَانًا لِأَنَّ الْمُرَادَ بِالْخَاتَمِ مَا سِوَى الْفَصِّ الْحَلْقَةُ فَقَطْ فَتَكُونُ الْحَلْقَةُ لِلْأَوَّلِ وَالْفَصُّ لِلثَّانِي وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ يَكُونُ الْفَصُّ لِلثَّانِي الْبَتَّةَ سَوَاءٌ أَتَىٰ بِكَلَامٍ مَوْصُولٍ أَوْ مَفْصُولٍ لِأَنَّ الْوَصِيَّةَ إِنَّمَا تَلْزَمُ بَعْدَ مَمَاتِهِ لَا فِي حَيَاتِهِ فَكَانَ الْمَوْصُولُ وَالْمَفْصُولُ سَوَاءً كَمَا فِي الْوَصِيَّةِ بِالرَّقَبَةِ لِإِنْسَانٍ وَبِخِدْمَتِهَا لِآخَرَ قُلْنَا الْوَصِيَّةُ بِالرَّقَبَةِ لَا تَتَنَاوَلُ الْخِدْمَةَ لِأَنَّهُمَا جِنْسَانِ مُخْتَلِفَانِ بِخِلَافِ الْخَاتَمِ فَإِنَّهُ يَتَنَاوَلُ الْفَصَّ لَا مَحَالَةَ فَتَكُونُ كَالْقِيَاسِ مَعَ الْفَارِقِ ؏